

جمالِ حدیقی، لیکچرر شعبہ تاریخ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
قسط دوم

حضرت مجدد الف ثانیؒ

اور مارکسی مورخین

ڈاکٹر محمد عمر کے مطابق شیخ فرید کی شیخ احمد سرہندی کی خط و کتابت میں جرات اور بہمت کی کوئی عجیب بات نہیں تھی کیونکہ شیخ فرید کے علاوہ دربار اکبری اور جہانگیری کے بہت سے اہم امرا مثلاً قلیچ خان اندھانی، عبدالرحیم خاں خاناناں عزیز کوکہ، صدر جہاں، فتح اللہ شیرازی، خواجہ جہاں اور دراب خاں بھی شیخ احمد سرہندیؒ اور شیخ عبدالحقؒ محدث دہلوی سے مراسلاتی تعلقات رکھتے تھے جو کہ دونوں بزرگ اکبر کی مذہبی پالیسی کے مخالفین کی حیثیت سے معروف تھے۔

اکبر کے لئے شیخ فرید کے جذبہ وفاداری میں کوئی شک نہیں ہے اور شیخ فرید ہی کے ایما پر اللہ داد فیضی سرہندی نے اکبر نامہ لکھا۔ جو اکبر کی تعریف و توصیف سے لبریز ہے۔ لیکن میں یہ نہ بھولنا چاہئے کہ شیخ فرید ہی کے منشا پر بقول ڈاکٹر محمد عمر شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے صاحب زادے شیخ نور الحق نے زبدۃ التواریخ مرتب کی جس میں اکبر کے مذہبی عقائد پر سخت نکتہ چینی کی گئی ہے۔

ڈاکٹر محمد عمر کے مطابق اللہ داد سرہندی کے اکبر نامہ کا دائرہ بہت محدود تھا۔ شیخ فرید کی ہدایت پر جیسا کہ مصنف خود اعتراف کرتا ہے کہ اکبر نامہ میں اکبر کی ان جنگی مہمات کا ذکر مفصلاً نہیں ہے جن میں بادشاہ نے خود شرکت کی ہے۔ اس تصنیف کا تعلق علماء یا صوفیاء سرہند سے نہیں تھا۔ اس میں صرف دو عالموں حاجی ابراہیم سرہندیؒ اور ملا علی شیر سرہندیؒ (مصنف کے والد) کا ذکر محض ضمنی طور پر کیا گیا ہے نہ کہ ایک قابل ذکر عالم کی حیثیت سے۔ پروفیسر موصوف اپنے سائنٹیفک مطالعہ کی بنیاد پر یہ تو فرماتے ہیں کہ اکبر نامہ میں بہت سے علماء کا ذکر ملتا ہے۔

لیکن وہ چند علماء کا ذکر تو درکنار نام تبدیل سے قاصر ہیں۔ اکبر نامہ میں شیخ احمد سرہندیؒ کے ذکر کی توقع اور اس کے نہ ہونے پر شیخ کی شخصیت کے غیر اہم ہونے کا جواز تلاش کرنے کی بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی جب تک کہ یہ نہ ملے کر لیا جائے کہ شیخ احمد سرہندیؒ کو بہر حال بے وقعت ثابت کرنا ہے۔

پروفیسر موصوف عہدِ جہانگیری میں شیخ احمد سرہندیؒ کے واقعہ اسیری کو نزدیک جہانگیری کے حوالہ سے نقل کرنے کے بعد اپنے "اثرات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"یہاں ہمارا تعلق اس سے نہیں ہے کہ شیخ احمد نے جو الفاظ لکھے تھے ان سے ان کی مراد واقعہ وہی تھی یا نہیں انہوں نے ایک پیر طریقت کے لب و لہجہ کے ساتھ ہی ساتھ ایک ملا کا متعصبانہ آہنگ بھی اختیار کیا اور اگر ان کو دار کے ادا کرنے کی کوشش میں وہ کہیں نہ رہے۔ تو وہ کسی ہمدردی کے مستحق نہیں۔ پروفیسر جہانگیر پر شیخ احمد سرہندی کے اثرات کی نفی کرنے کی کوشش میں نزدیک جہانگیری کے اقتباس کو بطور دلیل پیش تو کرتے ہیں مگر جہانگیر کے بیہ الزام کے تجزیہ سے گریز اختیار کر جاتے ہیں۔ کیونکہ تجزیہ کی صورت میں یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جہانگیر کا الزام بقول پروفیسر نور الحسن واضح طور پر ایک نقلی الزام تھا۔"

الزام کی تفصیل میں نہ جا کر پروفیسر موصوف نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ چونکہ ۱۶۱۷ء میں مکتوبات کی جلد اول اور ۱۶۱۹ء میں جلد دوم کی اشاعت ہو چکی تھی۔ اور اب جب کہ شیخ احمد کے نظریات منظر عام پر آچکے تھے جس کے تحت اکبر کو ملامت کی گئی۔ ہندوؤں کو مطعون کیا گیا اور شیعوں کو گالیاں دی گئی تھیں۔ اس لئے ان کو نظر انداز کرنا بہت مشکل تھا۔ گویا پروفیسر موصوف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ شیخ احمد سرہندی کی گرفتاری کا اصل محرک اکبر ہندوؤں اور شیعوں کے متعلق ان کا ملائی رویہ تھا۔ لیکن چونکہ بد قسمتی سے جہانگیر نے اس الزام کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے اس لئے پروفیسر موصوف اس کی تاویل اس طرح پیش کرتے ہیں۔

"لیکن جہانگیر نے اپنی فطری ہوشیاری کی بنا پر ایسے عنوان کا انتخاب کیا جہاں اسے راسخ العقیدہ سنیوں کی پوری حمایت حاصل ہو سکے۔" پروفیسر موصوف کی اس تحقیق کا جائزہ لینے سے قبل اس الزام کی مختصر تفصیل ضروری ہے جس کی بنیاد پر یہ کہا گیا ہے کہ جہانگیر نے راسخ العقیدہ سنیوں کی حمایت حاصل تھی۔

اس الزام تراشی کی بنیاد شیخ احمد سرہندی کا گیا رہواں مکتوب (جلد اول) ہے۔ جو انہوں نے اپنے پیر حضرت خواجہ باقی باللہؒ دکن کی وفات ۱۶۰۷ء میں ہو چکی تھی۔ کو لکھا تھا اور جس میں انہوں نے اپنے روحانی سرُج

۱۔ P JHC ۱۹۴۰ء ۲۔ ڈاکٹر نور الحسن P JHC ۱۹۴۰ء ۳۔ P JHC ۱۹۴۰ء ۴۔ P JHC ۱۹۴۰ء

سے متعلق ایک خواب ذکر کیا تھا۔ اس خط سے معترضین نے یہ مفہوم نکالا کہ شیخ خود کو حضرت صدیق اکبرؓ سے بھی افضل سمجھتے ہیں۔ شیخ نے اس غلط فہمی کے ازالہ کی خاطر شیخ بدیع الدین کو ایک خط لکھا۔ اس کے بعد مزید وضاحت کے طور پر حکیم فتح اللہ لکھنوی کو لکھا کہ ”وہ شخص جو اپنے آپ کو حضرت صدیق اکبرؓ سے افضل جانے اس کا مرد و حال سے خالی نہیں یا وہ زندیق محض ہے یا جاہل ہے۔ اس کے علاوہ شیخ احمد سرہندی نے دیگر مکتوبات میں خلفاء راشدین کی فضیلت کا بار بار ذکر کیا ہے۔ یہ دونوں جلدیں ۱۶۱۹ تا ۱۶۲۰ شائع ہو کر منظر عام پر آ چکی تھیں۔ اور تیرہ برس قبل لکھے ہوئے خط کے سلسلہ میں جو غلط فہمی پیدا ہوئی تھی اسے رفع ہو جانا چاہئے تھا۔ جلد اول کے مکتوبات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ کے متنازع فیہ خط کی شہرت اس کی اشاعت سے قبل ہو چکی تھی۔

دلاش کوہ لکھتا ہے کہ شیخ پر یہ تہمت کہ وہ خود کو خلفائے راشدین سے افضل سمجھتے ہیں مخالفین کے افتر اور بہتان کا نتیجہ تھا۔ دلاش کوہ مزید لکھتا ہے کہ شیخ میرک رشتہزادہ خرم کے تالیق نے خود اسے بتایا ہے کہ ایک بار جب وہ سرہند گئے تو انہوں نے شیخ سے ان کے متنازع فیہ خط کی وضاحت چاہی۔ شیخ نے انہیں خط دکھا کر افضلیت کے الزام کی تردید کی۔ جس پر شیخ میرک مطمئن ہو کر لوٹے۔ اس سلسلے میں پروفیسر نور الحسن کا تجربہ قابل غور ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

”شیخ کی اسیرمی بلاشبہ نورجہاں کی ثنا ہی مجلس مشاورت کے زیر اثر عمل میں آئی اور ان کی ربطی ان پر آشوب زمانے میں مشتعل سنی رائے عامہ کو مطمئن کرنے کی تدبیروں میں سے ایک تھی۔ یہ واقعہ بجائے خود شیخ احمد کے ایک روحانی پیشوا کی حیثیت سے بااثر مقام کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے جو اسلامی اناقت کے بحران میں انہیں حاصل تھا۔“

مندرجہ بالا تفصیل سے جہانگیر کی الزام تراشی اور راسخ العقیدہ سنیوں کی حمایت کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ جہانگیر کے لفظ ”عوام“ کی جگہ پروفیسر عرفان حبیب نے بر بنائے مصلحت ”راسخ العقیدہ سنیوں“ کی اصطلاح کو منتخب کیا۔ اور وہ یہ بھول گئے کہ انہوں نے اپنی اسی مقالہ میں یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جہانگیر نے راسخ العقیدہ طبقہ کی پرواہ نہیں کی۔ اور جہانگیر بھی اکبر ہی کی طرح مذہبی معاملات میں آئندہ

۱۔ مکتوبات جلد اول ص ۱۱ ۲۔ مکتوبات جلد اول ص ۱۹۳ ۳۔ ایضاً ص ۲۰۳ ۴۔ ملاحظہ ہو مکتوبات جلد اول ص ۲۵۱ و دوم ص ۱۱۵ اور ۶۷ ۵۔ سنیقۃ الاولیاء نوری کشور لکھنؤ ۱۸۶۳ و ۱۸۶۴ ۶۔ ایضاً ص ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰ ۷۔ ڈاکٹر نور الحسن

خیال واقعہ ہوا تھا۔

یہ بات ناقابل فہم ہے کہ آخوند جہانگیر کو کیا امر نافع تھا کہ الزام تراشی کی فہرست میں شیخ احمد سرہندی کی ملامتی مہم جوہر بقول پروفیسر موصوف سزا کی اہل وجہ تھی وہ کوئی ذکر بھی نہیں کرتا۔ درحقیقت پروفیسر موصوف ہندوؤں کے خلاف شیخ کے نظریات کو جس جارحانہ انداز میں پیش کرنا چاہتے ہیں اس کی اکبر یا جہانگیر کے عہد میں کوئی حقیقت نہ تھی۔ لیکن طبقاتی کشمکش کے علمبردار پروفیسر موصوف اور ان کے ہم نوا ہر دور میں فساد خلق ثابت کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔

جہانگیر شیخ احمد سرہندی کا ایک پیر طریقت اور ملاکی حیثیت سے ناکامی کا تعلق ہے پروفیسر موصوف اپنی نظریاتی عصبیت میں اس قدر غرق ہیں کہ وہ ان دونوں حیثیتوں سے صرف شیخ احمد سرہندی ہی نہیں بلکہ کسی مقام کو بھی سمجھنے سے معذور ہیں۔ ان کے پاس صرف ایک ہی عینک ہے جس سے وہ ہر مذہبی یا روحانی پیشوا اس کا تعلق خواہ کسی بھی مذہب، نسل اور رنگ سے ہو۔ اس میں جارحانہ فرقہ پرستی، متشدد عصبیت اور رنگ نظری کے جراثیم کے علاوہ اور کچھ دیکھنے سے قاصر ہیں۔ اور اپنی اس معذوری اور مجبوری کی بنا پر وہ ہماری ہمدردی کے بہر حال مستحق ہیں۔

شیخ احمد سرہندی کے انتقال کے بعد شیعہ بندی، مجددیہ سلسلہ کا جو اثر ہم مغل بادشاہوں یا سیاست پر پڑا ہے اس کے متعلق پروفیسر عرفان حبیب اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ "لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اپنے انتقال کے بعد انہوں نے شیخ احمد سرہندی نے مغل سیاست پر اپنا اثر قائم رکھا۔ کیونکہ بظاہر ان کے لڑکے شیخ معصوم نے اورنگ زیب کو جب کہ وہ شہزادہ تھا ایک خط لکھا تھا اس لئے یہ فرض کر لیا گیا کہ اورنگ زیب مجد کے اس صاحب زادے شیخ محمد معصوم کا مددگار تھا۔ فی الواقعہ اورنگ زیب کے عہد کا بے رحم طنز نگار نعمت خان عالی گوکنڈہ کے محاصرہ (۱۶۸۷ء) کا ذکر کرتے ہوئے شیخ احمد کو پیر و مرشد حضرت پیر مرشد لکھتا ہے۔ لیکن واضح طور سے یہ ایک طنز پر عبارت ہے۔ نہ کہ ایک امر واقعہ کیونکہ یہ ایک ایسی طویل عبارت کی تمہید ہے جس میں شیخ اور ان کی اولادوں کا مذاق اڑایا گیا ہے۔"

پروفیسر موصوف اپنی تصنیف "ایگریٹن سسٹم آف مغل انڈیا" میں بھی شیخ احمد سرہندی کا ذکر کرتے ہوئے اسی بے رحم طنز نگار کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "لیکن شیخ اور ان کے پوتوں کے نظریات اس وقت کے ایک مؤثر طنز نگار کے قلم سے و قانع نعمت خاں عالی میں ملاحظہ ہوں گے۔"

۱۔ ۲۱۳/۱۹۶۰ P 9 HC ۲۔ ۲۱۶/۱۹۶۰ P 9 HC مغل ہندوستان کا طریقی زراعت (اردو ترجمہ) مترجم جمال محمد صدیقی ترقی اردو بورڈ

دہلی ۱۹۷۷ء نیشنل بک ٹرسٹ مد ۴۲۵ء حاشیہ ۲

شیخ محمد معصوم اور ان کے لڑکوں سے اورنگ زیب کے روابط کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں: "اورنگ زیب نے اپنا رابطہ شیخ احمد سرہندی کے صاحبزادے شیخ محمد معصوم سے جو جب کہ وہ شاہزادہ تھا قائم کر لیا تھا۔ ان کے مکتوبات کی تین جلدیں وسیلۃ السعادت، درۃ التاج اور مکتوبات معصومیہ میں ہم اورنگ زیب کے نام خواجہ معصوم کے چھ خطوط پاتے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اورنگ زیب کی درخواست پر خواجہ معصوم نے اپنے صاحبزادے شیخ سیف الدین کو اورنگ زیب کی باطنی تربیت پر مامور کیا تھا جب شیخ سیف الدین نے اپنے والد کو اورنگ زیب کے احوال سے مطلع کیا تو انہوں نے لکھا کہ طبقہ سلاطین میں اس قسم کے امور حکم عنقا رہتے ہیں اور بادشاہ کی باطنی نزقی پر اطمینان کا اظہار کیا۔ ایک خط میں اورنگ زیب نے آپ کو بارگراں بار جہان داری اور حسن خاتمہ کے متعلق لکھا تھا۔ خواجہ معصوم کے ایک دوسرے صاحبزادے محمد نقشبند کا بھی اورنگ زیب سے کئی برسوں تک قریبی رابطہ رہا ہے۔ ان کے مکتوبات مجموعہ وسیلۃ القلوب باللہ والرسول میں بادشاہ کے لکھے ہوئے کئی خطوط ملتے ہیں اپنے ایک دوسرے کے نام ایک خط میں وہ لکھتے ہیں: "بادشاہ دین پناہ از کمال اخلاص و عنایت از خود جاری فرمودند" شیخ محمد معصوم اپنے ایک مکتوب میں جو بظاہر اورنگ زیب کے خط کا جواب ہے لکھتے ہیں۔

الحمد للہ والمنتہ کہ فقیر زادہ (شیخ سیف الدین) منظور نظر قبول ہو گیا ہے۔ اور اس کی صحبت مؤثر ثابت ہوئی ہے۔ ایک دوسرے خط میں خواجہ معصوم اورنگ زیب کو لکھتے ہیں: "اس سے پہلے فقیر زادے کے خط میں کیفیت سبقتی باطن لکھ چکا ہوں نظر عالی سے گذرا ہو گا۔ آپ نے دعا اور توجہ غائبانہ کی طلب اس شکستہ دل سے کی ہے یہ مراۃ العالم کے مصنف بختا و رخاں کا حوالہ بھی ملاحظہ ہو۔" وہ شیخ سیف الدین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے: "بادشاہ نے ان معارف پناہ کو سرہند سے جہاں وہ پیدا ہوئے اور تربیت پائی تھی اپنے حضور بلایا اور طرح طرح کے اعزاز و اکرام اور الطاف خسروانہ سے سرفراز کیا اور چند مرتبہ وہ اس سلالہ کرام کے گھر جو قلعہ شاہ جہان آباد کے قریب ان کو رہنے کے لئے دیا گیا تھا حاضر ہوا اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہوا۔"

مندرجہ بالا شواہد اورنگ زیب کے شیخ احمد سرہندی کے اولادوں سے گہرے عقیدت مندانہ روابط اور تعلقات کو واضح کرنے کے لئے کافی ہونے چاہئیں۔ پیر اور مرید کی لفظی اصطلاح میں نہ جا کر اگر محض یہ کہا جائے کہ

۱۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی حوالہ سابقہ ص ۵۰، ۵۱ ۲۔ مکتوبات خواجہ محمد معصوم سرہندی تبخین و ترجمہ مولانا نسیم احمد

امروہی کتب خانہ الفرقان دہلی ۱۹۶۰ء مکتوب ۲۲۱ ص ۲۸۳ ۳۔ ایضاً مکتوب ۲۲۴ ص ۲۸۵ ۴۔ بختا و رخاں،

مرآۃ العالم نسخہ عبدالسلام کلکشن علی گڑھ ص ۲۲۹ ب

اورنگ زیب کی باطنی تربیت اور فرائضی تشکیل میں ان بزرگوں کا بہت حصہ رہا ہے۔ تو یہ صرف ایک عقیدہ یا مفروضہ نہ ہوگا۔ مفروضہ درحقیقت یہ ہے کہ شیخ معصوم نے اورنگ زیب کو صرف ایک ہی خط لکھا تھا۔
پروفیسر عرفان حبیب اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں۔

پروفیسر عرفان حبیب اپنے نقشہ صرف و خط کے متعلق فرمایا ہے کہ "یہ بھی قابلِ ملاحظہ ہے کہ اوزنگ زریب کی ابتدائی دس سال کی مفصل سرکاری تاریخ عالمگیر نامہ میں شیخ احمد کے لڑکے محمد سعید اور معصوم کا صرف مختصر حوالہ نقدِ انعام کے وصول کنندہ کی حیثیت سے دو جگہوں پر ملتا ہے۔ ان کی تعریف ایک جملہ کے واحد فقرہ میں اس طویلہ پر کی گئی ہے کہ وہ شیخ احمد جیسے صوفی کے ورثا ہونے کے مستحق ہیں۔ شیخ کے مجدد ہونے یا ان کی دنیادی تعلیمات کے متعلق کچھ نہیں کہا گیا ہے۔ تاریخچی و دانشداری کا ثوبہ تقاضہ تھا کہ پروفیسر موصوف اصل متن کا مکمل ترجمہ پیش کر کے اپنے نتائج اخذ کرتے لیکن پروفیسر موصوف نے اصل عبارت کے مفہوم کو اپنے نتائج کے جامہ میں اس انداز سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہ دم کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ عالمگیر نامہ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو:-

عبارت ملا عظمیٰ ہو۔
 ”شیخ محمد سعید اور شیخ محمد معصوم پیران شیخ معذور و محترم واقف اسرار حقائق و علوم شیخ احمد سرہندی کہ
 درہر یک فضائل و کمالات صوری و معنوی خلف الصدق آل سلاک مساک طریقت و عرفان است با انعام سہ صد
 اشرفی“

دوسری جگہ یہ ہے۔ "بتقویٰ شعار شیخ محمد سید غلط شیخ احمد سرہندی خلعت دو ہزار روپیہ" ۳

پاس گئے۔ اور اس کے شیخ کو پیر و کریم صوفیوں کا عالمگیر نامہ کی جو عبارت پیش کی گئی ہے اور جس کا توالہ پر وفیسر موصوف نے بھی دیا ہے۔ اس کے متعلق یہ کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ شیخ احمد سرہندی کے صاحب زادوں کا ذکر صرف نقد انعام پانے والوں کی حیثیت سے کیا گیا ہے۔ اور ان کی تعریف میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ وہ شیخ احمد سرہندی ایسے صوفی کے ورثا ہونے کے مستحق ہیں محمد کاظم (صاحب عالمگیر نامہ) واضح الفاظ میں یہ کہتا ہے کہ فضائل و کمالات صوری و مسموٰی اعتبار سے وہ شیخ احمد سرہندی کے خلف صادق ہونے کے مستحق ہیں اور شیخ احمد کو محض "ایسے صوفی" نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ لفظ "ایسے" کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔ چنانچہ شیخ احمد سرہندی کے اوصاف تحریر کرنے کے بعد یہ لکھنا کہ ان کے صاحبزادے خلف صادق ہیں صاف فہم نہ رکھنے والوں کے سمجھنے کے لئے کافی ہو چکا ہے۔ شیخ احمد سرہندی کو اس عبارت میں مجدد نہیں کہا

گیا ہے۔ جیسے پروفیسر موصوف ان کے مجدد نہ سمجھے جانے کی دلیل میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ مگر عالمگیر نامہ کے مصنف نے شیخ کی جن خصوصیات کا اعتراف کیا ہے کیا وہ پروفیسر موصوف کے نزدیک قابلِ لحاظ نہیں؟ عالمگیر نامہ میں شیخ احمد سرہندی باکسی بھی پیر طریقت کی دنیاوی یا دینی تعلیمات کی تلاش بے محل ہے۔ کیونکہ مصنف کا مقصد تحریر اور انجیب کے سیاسی کارناموں کو قلم بند کرنا تھا۔ جس طرح اللہ اوفیٰ یعنی سرہندی کا مقصد اکبر نامہ میں اکبر کی ان جنگوں کا ذکر تھا۔ جن میں اکبر نے بنفس نفیس شرکت کی تھی۔ عالمگیر نامہ کا شمار ملفوظات یا مکتوبات کی فہرست میں نہیں کیا جاتا۔ اس جگہ پروفیسر موصوف کی یہ غلط فہمی بھی رفع کر دینا مناسب ہو گا۔ کہ اسلام کے ماننے والوں کے نزدیک دنیاوی اور دینی تعلیمات دو مختلف معیار عمل نہیں ہیں۔

منفی شواہد کی بنیاد پر اپنے استدلال کو پیش کرنے کی کوشش میں پروفیسر مذکور نے اورنگ زیب کے عہد کے
ان ماخذ کی مخصوص نشاندہی کی ہے جن میں شیخ احمد سرہندی یا ان کی اولادوں کا ذکر نہیں ملتا۔ اور جن ماخذ میں ذکر ملتا
وہ پروفیسر موصوف کے نزدیک لائق اعتناء نہیں ہیں منفی شواہد کو اگر تاہم شیخ نویسی کی بنیاد بنایا جائے تو تاہم شیخ
عالم کو انہ سمر نو مرتب کرنا پڑے گا۔ اور ہر مورخ کو اپنے مخصوص مقاصد اور عقائد کے تحت تاہم شیخ مرتب کرنے کی آزادی
حاصل ہو جائے گی منفی پہلوؤں کو ان کے تناسب سے زیادہ نمایاں کر کے تاریخی واقعات کا ایک تحریری اور خود ساختہ
تجزیہ پیش کرنا ہر کسی مکتب خیال کے مورخوں کا کارنامہ ہے۔ اور اس پرستم ظریفی یہ کہ سائنٹیفک مطالعہ کا دعویٰ
بھی کیا جاتا ہے۔ پروفیسر موصوف اس کے شاکہ ہیں کہ اسلامی مکتب خیال کے مورخوں کی یہ ایک عام عادت ہے
کہ بزرگوں کے وہ اقوال جو ایک متعینہ تشریح پر مکمل طور پر پورے نہ اترتے ہوں انہیں حذف کر دیا جائے۔
جہاں تک حذف و ترک کا سوال ہے پروفیسر موصوف کا موجودہ مقالہ اس کا بہترین شاہکار ہے۔
اس کتاب میں کچھ شہر شہر شہر

پروفیسر عرفان حبیب نے شیخ محمد معصوم کا اونگ زیب کے پیر ہونے اور شیخ احمد سرہندی اور ان کی اولادوں کے نظریات کے ضمن میں وقائع نعمت خان عالی کا حوالہ دیا ہے۔ قبل اس کے کہ اس موضوع پر اظہار خیال کیا جائے نعمت خان عالی کی تحسیر کے چند اقتباسات کے ترجمے پیش کرنا مناسب ہوگا۔ تاکہ پروفیسر موصوف کے نظریات کی داد دی جاسکے۔ نعمت خاں او رنگ زیب کے پینتھیں سن جلوس کے ضمن میں عاصمہ قلعہ گوکنڈہ کا ذکر کرتے ہوئے شیخ احمد سرہندی کے ایک نبیرہ کے خواب کا ذکر کرتا ہے۔ پس منظر یہ ہے کہ قلعہ فتح نہیں ہو گا اور بادشاہ متفکد ہے۔ کہ عالم خواب میں نبیرہ کی ملاقات اپنے دادا شیخ احمد سرہندی سے ہوتی ہے۔

[illegible]

نے کہا کہ اے میرے لڑکے! نذر و نیاز کے حلوہ کو تو اکیلا ہی کھا جاتا ہے اور ہمارا حصہ نہیں بھیجتا۔ شیخ نے کہا اے میرے محترم دادا جان! آج کل خواص و عوام کی پریشانی کے سبب حلوہ بہت کم جمع ہوتا ہے۔ اندر مرید بھی ہمارے درپے آزار ہیں کہ مردہ کو نان و حلوہ نہیں دیتے۔ میں خود ان لوگوں سے پریشان ہوں، شیخ نے کہا دادا جان اس قلعہ کی فتح کے لئے توجہ فرمائیے۔ پھر آپ کو بہت سا حلوہ ملے گا۔ سبحان اللہ! مشہور ہے کہ حلوہ تو امن کی حالت میں ہوتا ہے۔ جس کی خواہش وہ دوران جنگ کر رہے ہیں۔ یہ سب ان بزرگوں کی کرامتیں ہیں۔

”اس بلند مرتبہ نے اس بار فرمایا کہ اب جلدی بیدار ہو جا اور خوشخبری پہنچا کہ انہیں دو تین دنوں میں ہم قلعہ کو لے کر دے دیں گے اور قلعہ کے سب لوگوں کو گرفتار کر لیں گے۔ نہ انہوں کو چھوڑیں گے اور نہ بیگانوں کو۔ لیکن وہ ٹھیلی جو خلیفہ نے اپنے دست مبارک میں پکڑ رکھی ہے مناسب نہیں کہ اسے خاک آلود کرے۔ ہاتھ اور پاؤں کے نیچے ڈال دے اسے چاہئے کہ سونے سے بھر کر میرے فرزند کو دے دے۔“

خواب سے بیدار ہونے کے بعد شیخ مقررین دربار سے یہ معلوم کرتے ہیں کہ وہ مقدس قبلی کتنی بڑی ہے۔ اس واقعہ کو تحریر کرنے کے بعد نعمت خاں ایک منظوم حکایت تحریر کرتا ہے جس میں شیخ کے کشف اور خواب کی صداقت کا ذکر کیا گیا ہے۔ شیخ نے ایک بار شیطان کو خواب میں دیکھا جس سے شیخ نے سخت لعنت اور ملامت کرتے ہوئے کہا کہ تو عوام الناس کو گمراہ کر رہا ہے۔ غصہ کے عالم میں شیخ نے شیطان کو رو بار بار اور اس کی دڑھی پکڑ لی۔ اچانک شیخ کی آنکھ اپنے ہی ہاتھ کی ضرب سے کھل گئی اور انہوں نے اپنے ہاتھ میں خود اپنی دڑھی پائی۔ شیخ کو جب اپنا خواب یاد آیا تو ان پر یہ کشف ہوا کہ خواب میں بصورت شیطان وہ خود تھے یہ

شیخ احمد سرمندی اور ان کی تعلیمات سے واقف لوگ نعمت خاں کی اس تحریر کی حیثیت اور وقعت کا اندازہ لگا سکتے ہیں جس کی تفصیل میں یہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ نعمت خاں واضح طور پر شیخ احمد سرمندی اور ان کی اولاد کو انتہا درجہ جریں۔ فائز العقل اور فریبی کی حیثیت سے پیش کر رہا ہے اور چونکہ یہ فیسیہ موصوف بھی اسی قسم کے خیالات رکھتے ہیں۔ اس لئے نعمت خاں کی اس تحریر کا حوالہ بطور ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ نعمت خاں کی تحریر کی شقاوت کو طنزیہ عبارت کہہ کر کم نہیں کیا جاسکتا۔ بدیہی طور پر نعمت خاں ایک دریدہ دہن اور غیر سنجیدہ مورخ ہے جس کی عبارت میں طنز کم تذلیل اور تحقیر بہت زیادہ ہے۔

سراسر ایچ ایم اے بیرٹ کے مطابق خود وقائع نعمت خاں عالی کی کوئی تاریخی اہمیت نہیں ہے۔ وہ مزید لکھتا ہے کہ گو کہ یہ تصنیف بہت خوش اسلوب انداز بیان میں تحریر کی گئی ہے۔ لیکن اس کے ناشائستہ مذاق اور

گھٹیا بازاری فقرے اکثر قاری کے احساس لطیف کو مجروح کرتے ہیں جس سے لطف اندوز ہونے کا یہ مصنف بہت زیادہ عادی تھا یہ

یہ بات دیکھی سے خالی نہیں کہ جب شیخ احمد سرہندی اولاد کی اولادوں کے نظریات سمجھانے کی ضرورت پروفیسر موصوف کو پیش آئی تو ان کی نظر انتخاب نعمت خاں کی اس گمراہ کن عبارت پر پڑی جس کے وہ بنظر ہر خیال بھی نظر آتے ہیں لیکن جب نعمت خاں نے اسی عبارت میں یہ تحریر کیا کہ شیخ احمد بادشاہ کے پیر کے پیر و مرشد ہیں تو پروفیسر موصوف کو اچانک یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ امر واقع نہیں بلکہ یہ ایک طنز یہ عبارت کی تمہید ہے جس میں شیخ احمد اولاد کی اولادوں کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ اس لئے یہ تحریر بالائق اعتبار نہیں رہی۔ جب نعمت خاں کو لائق اعتبار بنانا طے کیا تو اسے ایک مؤثر طنز نگار (EFFECTIVE SATINIST) کی صفت سے موسوم کر دیا اور جب نعمت خاں کی بے وقعتی منظور ہوتی تو اسے ایک بے رحم طنز نگار (SATINIST MERCILESS) کی صفت سے موسوم کی تہمت سے نوازا۔ گویا ایک ہی عبارت حسب مطلب اعتبار اور ناقابل اعتبار دونوں ہے۔ صفتوں کا یہ تضاد، معیار سنجیدہ کا یہ پیمانہ اور تحریر کی تاریخ نویسی کی یہ مثال کسی وضاحت کی محتاج نہیں۔ صرف اسی قدر کہنا کافی ہے کہ پروفیسر موصوف خالص مارکسی مکتب خیال کے ایک مشہور مبلغ اور مورخ ہیں۔

مقالہ کے اختتامی پیرا گراف میں اپنے معروضی تحقیق کا خلاصہ پروفیسر عرفان حبیب یوں پیش کرتے ہیں فی زمانہ ان دونوں رشیخ احمد سرہندی اور شاہ ولی اللہؒ کا سیاسی رہنماؤں میں شمار اور انہیں سیاسی کامرانیوں سے سرفراز کرنے کی کوشش کے پیش نظر ان کے افکار اور کارناموں کے متعلقہ پہلوؤں کا ایک سائنٹیفک مطالعہ بہر حال ضروری ہے۔ ایسے مطالعہ میں اشخاص کا پاس ادب نہیں کیا جاسکتا۔ مقدس انسانوں اور مبالغہ آمیز نتائج کو خارج کر دینے کے بعد ایسا کچھ نہیں رہ جاتا جس کی بنا پر ان دونوں کو ہیرو یا کوئی غیر معمولی شخصیت قرار دیا جاسکے ان کی مدح سرائی موجودہ تفرقہ پسند روایت کا صرف ایک جز ہے جو ہماری تاریخ کے اصل معمار اور قوائے محرکہ کے بالمقابل ان اشخاص کی تسکین اور فیضان حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ جن کی کوئی بھی حقیقت نہ تھی لگے اپنی تصنیف ایگریرین سسٹم آف مغل انڈیا میں بھی پروفیسر موصوف نے اسی قسم کے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے شیخ احمد سرہندی کے متعلق لکھا ہے کہ "ایسے شخص کا موجودہ ہندوستان کے فرقہ پرست مسلمانوں کے امام

HISTORY OF INDIA - AS TOLD BY ITS HISTORIANS کتاب محل الم آباد جلد ۷ ص ۲۰۱

عرفان حبیب ایگریرین سسٹم آف مغل انڈیا ص ۳۱ حاشیہ ۵۲ ص ۱۹۶۰ P 94 C ۱۱۶

۱۹۶۰ P 94 C 200

کے درجہ پر فائز ہونا بہ حال کوئی اتفاقی امر نہیں ہے۔

اپنے اس "غیر مہذب" مقالہ کی مدافعت کی کوشش میں پروفیسر عرفان حبیب نے خواہ مخواہ یہ معذرتی رویہ اختیار کیا کہ "ایسے مطالعہ میں اشخاص کا پاس ادب نہیں کیا جاسکتا" کیونکہ ہم یہ جانتے ہیں کہ ادب، اخلاق، احترام رفاہی اور اس قسم کے دیگر اوصاف جن کا تعلق عام ضابطہ اخلاق سے ہے مگر کسی نظریہ میں کوئی مقام نہیں ہے۔" شیخ احمد سرہندی کے کارناموں کا تجزیہ کرتے کرتے پروفیسر مذکور جذبات کی رو میں تاریخ کے موضوع سے اس قدر گریز کرتے ہیں کہ بہ احساس ہوتا ہے کہ وہ مگر کسی نظریہ کی تبلیغ میں مصروف ہیں لکھ جس میں ان کی ذاتی عصبیت کا عنصر بھی نمایاں ہے۔ محض تاریخی شواہد کو مقدس افسانہ اور مبالغہ آمیز نتائج کا نام دے کر سکین تو حاصل کی جا سکتی ہے۔ شیخ احمد سرہندی کو تنگ نظر، فرقہ پرست اور متعصب کے خطابات سے نواز کہ نام تو کیا جا سکتا ہے اور ان بزرگان دین کی "یہیں خود مسلمان قوم اور ان کے عقائد کا مضحکہ بھی اڑایا جاسکتا ہے۔ مگر تاریخی حقائق کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔"

"عوامی رہنما" کی اصطلاح کی طرح تاریخ کے اہل معیار (جس سے غالباً پروفیسر موصوف کی مراد کارل مارکس اور اور اس کے ہم مسلک معروف شخصیتیں ہوں گی) کی فہرست میں بھی گزشتہ بیس برسوں میں خود مارکسی نظریہ کے حامیوں کے ہاتھوں جو رد و بدل واقع ہوئی ہے اس کے پیش نظر پروفیسر موصوف کے یہ فقرے اب نظر ثانی کے محتاج معلوم ہوتے ہیں۔

شیخ احمد سرہندی کے نظریات اور افکار کا تجزیہ اس طور پر پیش کرنا کہ ان کے کارناموں میں سوائے ایک علامتی ہم کے کچھ بھی نظر نہ آ سکے یہ ظاہر کرتا ہے کہ پروفیسر موصوف نے شیخ احمد سرہندی کی تاریخی اور واضح سیاسی کارناموں

۱۵ مغل ہندوستان کا طریق زراعت (اردو ترجمہ ص ۲۲۶-۲۲۷ حاشیہ ص ۲۲۵) لکھ پروفیسر سائمن ڈگبی نے اس مقالہ کو

BULLETIN OF THE SIOLOE ORIENTAL SARAGE ARTICLE دیکھئے

AND AFRICAN STUDIES UNIVERSITY OF LANSH VOL XXX 1967

RESIEW) P. 207

۱۶ دیکھئے

KARL MARX AND FRDINCK EVGBS SELICTED WORKS P.25 دیکھئے

PROBLEMS OF MARXIST - لکھ مارکسی تاریخ نویسی کی تبلیغ کے لئے دیکھئے پروفیسر عرفان حبیب

HISTORICAL ANALYSIS SCIENCE AND HUMAN PROGRES POPULAR

PRAKAOHAN 1974 BOMBAY P.P. 46-47

نظر انداز کرنے کی دانستہ کوشش کی ہے۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی کے مطابق انہوں نے شیخ احمد سرہندی نے تصوف کی اصطلاحوں کی وضاحت اور ان کے مفہوم کے تعین میں اہم کردار ادا کیا۔ اسی وجہ سے ان کے مکتوبات کا عربی اور ترکی زبانوں میں ترجمہ ہوا۔ اس امر کی بھی نشاندہی کی جاسکتی ہے کہ گو عہد وسطیٰ میں بہت سی صوفی تحریکوں نے ہندوستان میں فروغ پایا لیکن صرف نقشبندی مجددیہ سلسلہ ہی پنجاب سے باہر افغانستان اور وسط ایشیا اور ترکی پہنچا۔ ان دور دراز ملکوں میں نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ کی مقبولیت اس بات کی بھی شہادت فراہم کرتی ہے کہ شیخ احمد سرہندی کے نظریات کو صرف ایک ملائی ہم سمجھنا کس قدر غیر تحریری اور غیر حقیقی تصور ہے۔

پانچ سو چونتیس مکتوبات کے مجموعہ میں صرف گیارہ واضح یا غیر واضح خطوط ایسے ہیں جن میں شیخ احمد سرہندی نے ہندوؤں کے متعلق تنبیہ جذبات کا اظہار کیا ہے۔ عددی اعتبار سے یہ کل مجموعہ کا صرف دو صد ہے۔ مجموعہ کے تقریباً دو فیصد جو وہ بنیاد پر شیخ کے نظریات اور افکار کو ہندوؤں کے خلاف ایک علامتی مہم کا رنگ دینا ناریخ کے ساتھ سراسر بے انصافی ہے۔ شیخ احمد سرہندی کے معتقدین جو نہ صرف ہندوستان بلکہ افغانستان، وسط ایشیا اور ترکی تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کے نزدیک شیخ کو امام کے درجہ پر فائز کرنے کی وجہ شیخ کے یہ دو فیصد خطوط کبھی نہیں سمجھے اور نہ ان کے مداحوں نے دو فیصد خطوط کو کبھی کوئی غیر معمولی اہمیت ہی دی۔ ان کے نزدیک شیخ کے ان خیالات کی اہمیت ان کی ایک وقتی کیفیت سے زیادہ کبھی نہیں رہی تھی۔ پروفیسر مصروف نے ان دو فیصد خطوط کو مبالغہ آمیز انداز سے پیش کر کے دراصل شیخ احمد سرہندی اور دیگر ائمہ دین بشمول ان کے معتقدین ماضی تاحال کے خلوص نیت پر جارحانہ طنز کرنے کا جو از تلاش کیا ہے جو ایک سستی شہرت پسند ناریخ نویسی کے وسیلہ کے علاوہ مارکسی انداز فکر کی حقیقت کو بھی سیریاں کرتا ہے۔

کردار کشی کی یہ مہم جس میں پروفیسر مصروف کا نظر آتے ہیں۔ اس کے سلسلہ میں صرف یہ سمجھ لینا کافی ہے کہ وہ اس عقیدہ کے پابند ہیں جس کے بانی کارل مارکس نے فلسفہ مادیت کی اہمیت کے ضمن میں یہ لکھا ہے کہ سماج میں بنیادی انقلابی تبدیلیاں کسی بڑے آدمی یا کسی بڑی روحانی تحریک کا نتیجہ نہیں ہوتی ہیں۔ اور بحیثیت ایک معتقد کے پروفیسر عرفان حبیب کارل مارکس کے اس نظریہ کی صداقت کو بہر حال ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اپنے اس مقصد میں وہ کہاں تک اور کس طرح کامیاب ہوئے ہیں اس کا فیصلہ قارئین پر چھوڑا جاتا ہے۔

۱۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی۔ صدارتی خطبہ پنجاب ہسٹری کانفرنس، آکھوان سیشن پٹیاہ ۳، ۱۹۷۷ء دیکھئے مکتوبات جلد ۱
۲۳-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶

وضو قائم رکھنے کے لئے جو تے پہننا بہت ضروری ہے ہر مسلمان کی کوشش ہونی چاہیے کہ اس کا وضو قائم رہے۔

سروس انڈسٹریز

پائیدار - دلکش - موزوں اور
واجبی نرخ پر جو تے بناتی ہے

سروس شوز



قدیم حسین قدیم آراء